ایجادات کے ذریعے سے زندگی کو باسہولت بنا سکتے ہیں، مگر جیسا کہ فیضان اللہ خان نے بتایا ہے کہ بڑی طاقتوں نے سائنس اور ٹکنالوجی کو اپنے مخالفین اور چھوٹی قوموں کے استحصال کا ذریعہ بنایا، سائنسی تجربات کے لیے زندہ انسانوں کی چیر پھاڑ کی اور کینسر اور دیگر مہلک بیماریوں کو پھیلایا۔

مصنف نے مستند حوالوں کے ذریعے برطانیہ، امریکا، جاپان، عراق، شام اور جرمنی سے تعلق رکھنے والے اداروں اور مجرمین کی نشان دہی کی ہے۔ بڑی طاقتوں کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے اپنے جرائم پر پردہ پوشی کے لیے کیمیائی و حیاتیاتی ہتھیاروں پر پابندی کی بظاہر تو حمایت کی اور معاہدے بھی کیے کہ ہم ان ہتھیاروں کے استعمال سے اجتناب کریں گے مگر جرائم کا ارتکاب بھی جاری رکھا۔ مصنف کہتے ہیں: ''ٹکنالوجی نے لوگوں کے درمیان فاصلے تو ختم کر دیے، لیکن دلوں کے فاصلوں میں اضافہ ہوگیا۔ کیونکہ انسان سائنسی ترقی کو اپنے اقتدار اور غلبے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ آسمانی ہدایت ہی دینِ اسلام کی جامع ترین شکل میں دنیاوی تعصّبات و ترجیحات سے ماورا ہوکر رہنمائی کرتی ہے اور اِس راستے پر چل کر انسان سائنس کو نسلِ انسانی کے لیے کامل راستہ سلامتی کا ذریعہ بنا کر رکھ سکتا ہے''۔

اس وقت، جب کہ ماحولیاتی آلودگی، گلوبل وارمنگ اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی زیادتی پوری دنیا کے لیے مسئلہ بنے ہوئے ہیں، سائنس بورڈ نے ایک راہ نما کتاب تیار اور شائع کر کے ایک مفید خدمت انجام دی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

جدید مغربی تہذیب کے فکری مباحث، مریم جمیلہ۔ مرتب: ڈاکٹر خالد امین۔ ناشر: قرطاس، فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵، کراچی۔ فون: ۰۳۰۰-۹۲۴۵۸۵۳۔ صفحات: ۲۳۰۔ قیمت: ۴۵۰ روپے۔

اُردو کے علمی حلقے مریم جمیلہ کے نام سے بہ خوبی واقف ہیں۔ ان کی درجنوں انگریزی کتابوں میں سے چند ایک کے اُردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ مغربی تہذیب کے بارے میں ان کے خیالات اس لیے اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ نیویارک کے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوئیں اور ان کی تعلیم امریکی اور ایک یہودی اسکول اور بعدازاں یہودی اساتذہ کی شاگردی اور نگرانی میں ہوئی لیکن اللہ نے انھیں ہدایت دی۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد وہ پاکستان آگئیں اور پلٹ کر کبھی

امریکا نہیں گئیں۔ یہیں پیوندِ خاک ہوئیں۔

اُردو میں ترجمہ شدہ ان کے ۱۶ مضامین اور مصاحبوں (انٹرویو) پر مشتمل زیرنظر کتاب خاصی دل چسپ ہے، حالاں کہ ایسے علمی مباحث کم ہی ذوق وشوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ مغربی تہذیب اور مادہ پرستی، تحریکِ آزادیِ نسواں، ابوالکلام آزاد، سرسیّد احمد خاں، جدید ترقی وتمدن اور مولانا مودودی وغیرہ۔ دو مضامین (میرا مطالعہ- یہودیت سے اسلام تک) کی حیثیت خودنوشت کی ہے۔ اسی طرح آخری مصاحبہ 'مریم جمیلہ کی کہانی خود ان کی زبانی' ایک طرح کی خودنوشت کی حیثیت رکھتا ہے۔

بعض باتیں چونکا دینے والی ہیں، مثلاً وہ کہتی ہیں: ''موجودہ صورتِ حال میں احیاے اسلام کی کسی تحریک کی کامیابی کا امکان نظر نہیں آتا''۔ ان کے خیال میں اس کی متعدد وجوہ ہیں، مثلاً: ''ہماری جدید تعلیم یافتہ اشرافیہ، سابقہ فرماں رواؤں کی ہو بہو نقل ہیں اور یہ لوگ جوش وجذبے کے ساتھ وطن یا معاشرے کو مغربی ممالک کی روایات میں رنگنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس اشرافیہ کے لوگ تعداد میں بہت کم ہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کی آبادی کا ایک تہائی، یعنی عوام اگرچہ مضبوط عقیدے کے مسلمان ہیں اور کچھ باعمل بھی ہیں، لیکن ان سب کو آسانی سے ورغلایا جاسکتا ہے۔ زیادہ تر مسلمان اسلام کو حساس معاملہ سمجھنے کے بجاے عادت اور رواج کے طور پر اپناتے ہیں۔ تیسری طرف مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے مصنّفین موجودہ زمانے کے مسائل کا قابلِ عمل اور حقیقی حل پیش کرنے کے بجاے ماضی کی کامیابیوں پر فخر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں''۔ مریم جمیلہ کے خیال میں ہماری کامیابی کا امکان صرف اس صورت میں ہے کہ مادیت پرستوں سے دنیا کی قیادت چھین لی جائے۔

جملہ مضامین فکرانگیز ہیں، خصوصاً کالجوں کے اساتذہ کے لیے قابلِ مطالعہ ـــــ خالد امین نے قریب قریب نصف مضامین خود ترجمہ کیے یا دوستوں سے کرائے۔ یہ اہتمام لائقِ داد ہے۔ کتاب خوب صورت چھپی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)